تعزیراتِ اسلام

از جناب مولانا قاضی بشیر احمد صاحب - باغ - آزاد کشمیر

(۸)

فصل دوم

قتلِ عمد کی سزا

دفعہ ۲ ا - قتلِ عمد کی سزا اوّلاً قصاص ہے اور ثانیاً دیت ہے۔

ب - قاتل مقتول کے ترکہ سے بھی محروم ہوگا۔

ج - اگر جرم موجب قصاص ہو تو دیت کی سزا نافذ نہ ہوگی اِلّا یہ کہ مجرم دیت ادا کرنے پر آمادہ ہو اور ولیِ مقتول بھی دیت لینے پر راضی ہو۔

دفعہ ۳ <u>شرائط موجب قصاص</u>

ا - <u>شرائط متعلقہ مجرم</u>

۱ - مجرم عاقل ہو۔

۲ - بالغ ہو۔

۳ - اگر قتل کرنے میں ایک سے زائد افراد شریک ہوں تو ان میں ایسا آدمی شریک نہ ہو جو اگر اکیلا جرمِ قتل کا مرتکب ہوتا تو اُس کو قصاص کی سزا نہ دی جاسکتی۔

ب - <u>شرائط متعلقہ مقتول</u>

۱ - مقتول ایسا شخص ہو جس کا خون بہانا شرعاً ہمیشہ کے لیے ممنوع ہو۔

۲ - مقتول، قاتل کا جزء نہ ہو۔

۳ - مقتول کا ولی معلوم ہو۔

۴ - مقتول کا ولی ایسا شخص ہو جس کو قاتل سے قصاص کا حق حاصل نہ ہو۔

ج - شرائط متعلقہ جرم موجب قصاص

۱ - جرم عمداً کیا گیا ہو۔

۲ - عمداً جرم کرنے کی صورت میں قاتل کے نزدیک ایسی کوئی معقول دلیل موجود نہ ہو کہ اس کے نزدیک مقتول کا خون بہانا شرعاً مباح تھا[1]۔

۳ - قتل، حق دفاع کے طور پر نہ کیا گیا ہو۔

۴ - قتل دار الحرب میں نہ کیا گیا ہو۔

۵ - عمداً زخم لگانے کی صورت میں اگر مجروح کچھ عرصہ بعد اس زخم کے سرایت کرنے کی وجہ سے فوت ہو جائے اور زخم لگانے اور مجروح کی موت کے درمیان اور کوئی سبب موت واقع نہ ہو۔

۶ - قصاص جزوی یا کلی معاف نہ کیا گیا ہو۔

۷ - مال پر ولی مقتول نے قاتل سے صلح نہ کی ہو۔

۸ - محل قصاص فوت نہ ہوا ہو۔

د ۔ ب اور ج میں ذکر کردہ شرائط سے اگر کوئی شرط فوت ہو جائے تو قصاص کی سزا ساقط ہو گی۔

تشریحات متعلقہ دفعہ ۲، ۳

تشریح ۱:۔ احکام شرعیہ کا تعلق چونکہ مکلف شخص سے ضروری ہوتا ہے لہٰذا غیر مکلف مثلاً نابالغ یا مجنون اگر قتل کا جرم کریں تو ان کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ ان کا جرم موجب تاوان ہو گا۔

تشریح ۲:۔ مستحق قصاص کے ساتھ غیر مستحق کی شرکت سے قصاص ساقط ہو گا

قتل عمد میں شرکائے قتل میں اگر کوئی ایسا شریک ہو جو قتل کرنے میں اگر منفرد ہوتا تو قصاص کی سزا اس پر

[1] البدائع صہ ۲۳۴ ، ۸ ، ۲ جلد نمبر ۷

نافذ نہ ہوتی، تو ایسی صورت میں تمام شرکائے قتل سے قصاص کی سزا ساقط ہوگی[۱]

تمثیل: مندرجہ ذیل صورتوں میں شرکائے قتل سے قصاص ساقط ہوگا۔

۱۔ بیٹے کو قتل کرنے میں باپ کے ساتھ کوئی دوسرا شخص شریک ہو۔

۲۔ عمداً قتل کرنے والے کے ساتھ خطاءً قتل کرنے والا شریک ہو۔

۳۔ عاقل کے ساتھ مجنون شریک ہو۔

۴۔ بالغ کے ساتھ نابالغ شریک ہو۔

۵۔ انسان کے ساتھ قتل کرنے میں سانپ وغیرہ یا کوئی درندہ شریک ہو[۲]

۶۔ ایک آہنی یا مثل آہنی ہتھیار سے قتل کرے اور دوسرا لاٹھی وغیرہ کے ساتھ قتل کرنے میں شریک ہو[۳]

اس طرح کی جملہ صورتوں میں قصاص کی سزا ساقط ہوگی البتہ دیت واجب الادا ہوگی جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

اگر قاتل ایسا ہو کہ منفرد ہونے کی صورت میں اس کو قصاص کی سزا نہ دی جاتی ہو تو ایسے شخص کی عاقلہ پر دیت ادا کرنی واجب ہوگی اِلّا یہ کہ باپ اور اس کے شریک پر دیت اُن کے اپنے اپنے مال سے واجب الادا ہوگی[۴]

تشریح ۳۔ عصمتِ دم

قصاص کی سزا میں فقہا کا اس بات میں تو اتفاق ہے کہ یہ سزا صرف اسی صورت میں دی جائے گی جب کہ مقتول ایسا شخص ہو جس کا خون بہانا شرعاً ہمیشہ کے لیے ممنوع ہو[۵] البتہ عصمتِ دم (خون کی حفاظت) کی بنیاد کیا ہے اس میں اختلاف ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک عصمتِ دم کی بنیاد اسلام ہے یعنی جو شخص اسلام قبول کرے اس کا خون بہانا ہمیشہ

۱۔ ردالمحتار ص ۳۵۵ جلد ۵ ص ۱۷۱ جلد ۵ ۲۔ ایضاً

۳۔ ردالمحتار ص ۳۵۵ جلد ۵ ۴۔ ایضاً

۵۔ البدائع ص ۲۳۶ جلد ۷ مطبوعہ بیروت

کے لیے ممنوع ہو جاتا ہے۔ امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے[۱]

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عصمتِ دم کی بنیاد دارالاسلام ہے[۲]۔

فریقین کا ثمرہ اختلاف دارالاسلام کے اندر ذمی کے قتل اور دارالحرب کے اندر مسلمان کے قتل میں بخوبی ظاہر ہوتا ہے مگر ان دونوں کی جزئیات کافی تفصیل طلب ہیں لہٰذا ان کو علیحدہ طور پر مفصل ذکر کیا جاتا ہے۔

تشریح ۲:۔ ذمی کا قتل

الف:۔ ذمی سے مراد وہ غیر مسلم شخص ہے جو دارالاسلام میں رہتا ہو ایسے شخص سے اسلامی حکومت جزیہ وصول کرتی ہے اور اس کے بدلے اس کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس عہد و پیمان سے اس کا خون بہانا ہمیشہ کے لیے ممنوع ہو جاتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ذمی اور کسی معاہد کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا اور دلیل میں یہ حدیث پیش فرماتے ہیں لَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ[۳]۔ یعنی مسلمان اور معاہد کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا (اس حدیث میں) ولا ذو عهد کا عطف لفظ مسلمٌ پر ہے۔

احناف فرماتے ہیں کہ حدیث میں کافر سے مراد حربی ہے یعنی حربی کافر کے بدلے میں مسلمان کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا اس سے ذمی کے مقابلہ میں مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کی نفی ثابت نہیں ہوتی[۴]۔ جیسا کہ حدیث بالا کے پس منظر سے یہ بات اور واضح ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کا واقعہ یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بنی خزاعہ کے ایک مرد نے قبیلہ ہذیل کے ایک مرد کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان کے درمیان عداوت موجود تھی تو فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ جاہلیت کے خون کو کالعدم کرتے ہوئے فرمایا۔ اَلَا اِنَّ کُلَّ دَمٍ کَانَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ تَحْتَ قَدَمَیَّ هَاتَیْنِ لَا یُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِکَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ[۵]۔ یعنی جاہلیت کے زمانہ کا

۱۔ البدائع ص ۲۳۷، ۲۴۰ جلد ۷ مطبوعہ بیروت ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً ص ۲۳۷

۴۔ احکام القرآن للجصاص ص ۱۴۲ جلد ۱ مطبوعہ بیروت

۵۔ احکام القرآن ص ۱۴۲ جلد ۱

خون میرے ان دو قدموں تلے رکھا ہوا ہے مومن اور معاہد کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

زمانۂ جاہلیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ عہد تو کر رکھا تھا مگر یہ عہد، عہدِ ذمہ نہ تھا اس لیے کہ عہدِ ذمہ فتح مکہ کے بعد ہوا ہے۔

یہ عہد جب کہ عہدِ ذمہ نہ تھا تو اس حدیث سے مومن کو ذمی کے بدلے میں قتل کرنے کی نفی ثابت نہیں ہوتی بلکہ ثابت یہ بات ہوتی ہے کہ مومن کو کافر حربی کے مقابلہ میں قتل نہ کیا جائے گا کیوں کہ اس وقت کافر حربی تھا۔

علاوہ ازیں خود امام شافعیؒ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اگر ذمی دوسرے ذمی کو قتل کر دے اور پھر قاتل ذمی مسلمان ہو جائے تو اس کے باوجود اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

اگر محض اسلام کی وجہ سے قصاص ساقط ہوتا تو اس مسلمان ہونے والے ذمی سے قصاص ساقط ہونا چاہیے تھا لیکن خود امام موصوف بھی اس کے قائل نہیں ہیں تو معلوم ہوا کہ مسلمان کو ذمی کے مقابلہ میں قتل کرنا لَا یُقْتَلُ مُومِنٌ بِکَافِرٍ کے خلاف نہیں ہے[1]

احناف کے چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عبدالرحمٰن ابن سلمہ و محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے کسی ذمی کو قتل کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص میں اس کی گردن جدا کی اور فرمایا " اَنَا اَوْلٰی مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِہٖ"[2] یعنی میں ان سب میں زیادہ حقدار ہوں کہ عہدِ ذمہ کو پورا کروں۔

۲۔ حضرت عمر۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسلمان کو ذمی کے بدلے میں قصاص میں قتل کرنا منقول ہے[3]

۳۔ اہل حیرہ کا ایک آدمی جو ذمی تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین۔ ایک مسلمان مرد نے میرے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور اس واقعہ کے گواہ میرے پاس

---

[1] مکمل تفصیل دیکھیے احکام القرآن ص ۱۴۳ جلد ۱

[2] ایضاً ص ۱۴۱ جلد ۱ و البحر ص ۳۳۷ جلد ۸

[3] احکام القرآن ص ۱۴۱ جلد ۱

موجود ہیں۔ چنانچہ مقدمہ کی تحقیق شروع ہوئی تو گواہوں نے واقعہ کی گواہی دی۔ پھر ان گواہوں کا تزکیہ کیا گیا اور مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کا آپ نے فیصلہ صادر فرمایا۔ اسی اثناء میں مسلمان کے اقرباء نے ولی مقتول کو دیت پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ولی مقتول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں دیت وصول کر کے قصاص کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ مسلمان کے اقربا نے تم پر کوئی دباؤ ڈالا ہو اور تو دباؤ کے تحت ایسا کر رہا ہو اس نے کہا کہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا ہے۔ چنانچہ معاملہ کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

دِمَائُنَا كَدِمَائِهِمْ وَدِيَاتُنَا كَدِيَاتِهِمْ [1] " یعنی ہمارا خون ان کے خون کی طرح ہے اور ہمارا خون بہا ان کے خون بہا کی طرح ہے"۔

آپ کا یہ قول و عمل مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کرنے پر واضح ہے۔

۴۔ عبادیین، نصاریٰ کا ایک فرقہ تھا جو حیرہ کے اندر رہتا تھا۔ اس کے ایک آدمی کو مسلمان نے قتل کر دیا تو مقتول کا بھائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور مقدمہ دائر کیا۔ آپ نے تحقیق کے بعد مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس واقعہ کے بارے میں ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقتول کے ورثا کو دیت پر صلح کرنے کے لیے لکھا تھا مگر قبل اس کے کہ یہ حکم پہنچتا وہ قتل ہو چکا تھا[2]۔

اس واقعہ سے بھی مسلمان کو ذمی کے بدلہ میں قتل کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

تشریح ۴۲ (ب) مستامن کے قصاص کا حکم

مستامن کے احکام مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ اگر اس کو کوئی ذمی یا مسلمان قتل کر دے تو ان کو قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا[3]

۲۔ اگر مستامن کو کوئی مستامن قتل کر دے تو بھی قاتل کو قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا[4]

(کیونکہ اس کا خون دائمی طور پر محفوظ نہیں ہے)

(باقی)

۱؎ احکام القرآن للجصاص ص ۱۴۱ جلد ۱ ۲؎ ایضاً ۳؎ درمختار ص ۳۵۴ ج ۵

۴؎ قیاساً قصاص ہونا چاہیے تھا مگر استحساناً ساقط ہے۔ ردالمحتار ص ۳۵۴ ج ۵